روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۲۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۲۶-۷۱ | جمعرات ۲۵۔ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ، ۱۱۔ شہادت ۱۳۷۰ہش، ۱۱۔ اپریل ۱۹۹۱ء | نمبر ۸۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیلۃ القدر کی تلاش

(قادیان میں) "جب کبھی رمضان کے آخری عشرہ میں ہم داخل ہؤا کرتے تھے تو بعض راتوں کے متعلق آپس میں گفتگو ہؤا کرتی تھی اور اپنے اپنے تجارب بیان کئے جاتے تھے تو ان معنوں میں جو ہمارا تجربہ ہے اس کی رُو سے اکثر راتیں ۲۷ ہی کی ہؤا کرتی تھیں جن کے متعلق عموماً یہ مشاہدہ تھا کہ وہ لیلۃ القدر سے ملتے جلتے اثرات ظاہر کر گئی ہیں۔ چنانچہ دلوں میں دعا کیلئے غیر معمولی تحریک پیدا ہوتی تھی۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"رحیمیّت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے، مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے، تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیّت سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیّت اور رحیمیّت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیّت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا، مگر رحیمیّت میں فعل و عمل کو دخل ہے۔ لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے۔ اسی طرح مالکِ یوم الدّین وہ ہے کہ اصل مقصد کو پورا کرے۔ خوب یاد رکھو کہ یہ اُمّہات الصّفات رُوحانی طور پر خدا نما تصویر ہیں۔ ان پر غور کرتے ہی معاً خدا سامنے ہو جاتا ہے اور رُوح ایک لذّت کے ساتھ اُچھل کر اس کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۲۶-۱۲۷)

"دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی۔ اے پاس کرنے والے کو ضرور نوکری دے گی، مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ، کامل گورنمنٹ اور لاانتہا خزائن کی مالک ہے۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو۔ وہ سب کو فائز المرام کرتا ہے اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلہ میں بعض ضعفوں اور سقموں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے وہ توّاب بھی ہے مستحی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہزارہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں، مگر ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہو کر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اُٹھاتا، بلکہ دہریّت کی رگ اس میں زور پکڑتی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی۔ کہ اس بیباک کو چھوڑا جائے، اس لئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۲۶)

عہدیداران واقفینِ نَو کی خدمت میں گذارش

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "۳ راپریل ۱۹۹۱ء کو تحریکِ وقفِ نَو کی مقررہ مدّت ختم ہو رہی ہے۔ اس لئے اس تاریخ کے بعد تحریکِ وقفِ نَو میں شمولیت ختم ہو جائے گی۔"

نگران واقفینِ نَو اضلاع وحلقہ جات کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں جو درخواستیں انہوں نے ۳ راپریل ۱۹۹۱ء سے پہلے واقفینِ نَو کی حاصل کرلی ہیں وہ فوری طور پر وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو بھجوا دیں۔

۳ راپریل ۱۹۹۱ء کے بعد وقفِ نَو کی کوئی درخواست وصول نہ کی جائے۔

وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ

انسان پر آنے والی مصیبت اس کے گناہوں کا کفّارہ ہو جاتی ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"دل کے فرائض سے نیچے یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے۔ آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے کسی کی صحت خطرے میں ہے۔ کسی کی عزت۔ کسی کی مالی حالت۔ کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہیں۔ کسی کو اولاد کی تعلیم میں۔ ان تمام مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کو نہ بھولے۔

ایک شخص دہلی میں جو ہمارے خیالات کے سخت مخالف ہیں انہوں نے کتاب "الحقوق والفرائض" لکھی ہے۔ مَیں نے اسے بہت پسند کیا ہے۔ حق بات کسی کے منہ سے نکلے مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ دوست کے منہ سے نکلے تو پھر اور کیا چاہیئے۔ حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکھنا (صاحب ایمان) کے لئے مستحب کام ہے۔ مصائب میں اللہ پر ایسا بھروسہ کرو کہ ان مصائب کی کچھ حقیقت نہ سمجھے۔ اس کی تہہ کے نیچے جو حِکمتیں، رحمتیں فضل ہیں۔ ان تک انا للہ کے ذریعے پہنچے۔ ایک دفعہ مَیں جوانی میں الحمد پڑھنے لگا۔ ان دنوں مجھ پر سخت ابتلا تھا۔ اس لئے مجھے جبراً پڑھنے میں تامل ہؤا۔ کیونکہ جب دل پورے طور پر اس کلمہ کے زبان سے نکالنے پر راضی نہیں تھا تو یہ ایک قسم کا نفاق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری کی اور معاً مجھے خیال آیا کہ جو (ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے لَوٹ کر جانا ہے) اور (اے اللہ تُو مجھے میری مصیبت سے بچا) پڑھتا ہے ہم اس مصیبت کو راحت سے بدل دیتے ہیں۔

انسان پر جو مصیبت آتی ہے۔ کبھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اس لئے انسان شکر کرے کہ قیامت کو مؤاخذہ نہ ہوگا۔ دوم ممکن تھا اس سے بڑھ کر مصیبت میں گرفتار ہوتا۔ سوم مالی نقصان کی بجائے ممکن تھا جانی نقصان ہوتا جو ناقابلِ برداشت ہے۔ چہارم یہ بھی شکر کا مقام ہے کہ خود زندہ رہے کیونکہ خود زندہ نہیں تو پھر تمام مال واسباب وغیرہ کی فکر لغو ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴۔ نومبر ۱۹۰۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱۔ شہادت ۱۳۷۰ہش ۱۱۔ اپریل ۱۹۹۱ء

تکمیل علم و عمل

علم و عمل کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ ایک، دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بادی النظر میں ان میں سے کوئی ایک، دوسرے کے بغیر مکمل نظر آئے تو احتمال اس بات کا ہے کہ نقصان دہ ثابت ہو۔ مثلاً اگر علم کے ساتھ عمل نہیں ہے تو مظاہرہ صرف ریا کا ہوگا۔ اور ریا کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔ اس سے نقصان ہی کا خطرہ ہے۔ اور اگر عمل علم کے بغیر ہو تو ہو سکتا ہے انجانے میں ایسی ایسی باتیں زیر عمل آجائیں جو غلط بھی ہوں اور نقصان دہ بھی۔ علم مکمل ہو تو عمل بھی درست ہوگا اور درست عمل ہی کو مکمل عمل کہا جا سکتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے) فرماتے ہیں:

"پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خسر سے محفوظ رہتے ہیں اول وہ تکمیلِ علمی کرتے ہیں پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل کو عملی تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور پھر یہ کہ جب انہیں کامل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے کمالِ علم کا ثبوت کمال عمل سے ملتا ہے تو پھر وہ بخل نہیں کرتے بلکہ (آپس میں حق بات کی نصیحت کرتے ہیں) پر عمل کرتے ہیں لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت کرتے ہیں جو انہوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کی روشنی بھی دکھاتے ہیں۔ واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اس کی باتوں سے کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں تو اس کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس ارشاد سے جہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علم اور عمل کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور ایک، دوسرے کے بغیر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا وہاں حضرت اقدس نے اس بات کی بھی تلقین فرمائی ہے کہ انسان اپنے علم اور عمل سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ علم پھیلائے اور اچھے عمل پر دوسروں کو آمادہ کرے تاکہ دنیا میں نیکی پھیلے۔ نیک عمل کی طرف اپنا عمل دکھا کر بھی مائل کیا جا سکتا ہے اور نصیحت کے ذریعہ بھی۔ حضور نے دونوں ذرائع کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علم اور عمل کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

رُوح مری اور میرا بَدن
میرا عِلم اور میرا فَن
تیرے لئے ہیں تیرے لئے
میرے وطن اَے میرے وطن

الوالاقبال ـــــــــ

دوستوں کی دوستی بھی ہے ترا لُطف و کرم
تُو نہ چاہے تو کوئی کس طرح بانٹے میرا غم

تیرے احسانات کی فہرست ہے اتنی طویل
میرے اُشکوں کا تسلسل کر نہیں سکتا رقم

میرا ہر انداز ہے تیرے تصوّر کی طرح
کس مسرّت سے بیاں کرتی ہے میری چشمِ نم

جن کے رنگ و بُو سے ہے فصلِ بہاراں معتبر
ان کے چہروں پر عیاں ہے وقت کے کٹنے کا غم

انتشارِ نورُ کی ہے ابتدا پہلی کرن
آفتابِ صُبح رکھ لیتا ہے پھر اس کا بھرم

آپ تو کون و مکاں سے بڑھ کے ہیں مجھ کو عزیز
ہے قسم کی بات تو پھر آپ کی مجھ کو قسم

ہر قدم پر کم ہوئے ہیں منزلوں کے فاصلے
ہر قدم پر تیز رفتاری بڑھی ہے دَم بدم

احترامِ آدمیّت صُلحِ کُل کی ہے اساس
محترم ہیں آپ تو سمجھیں ہر اک کو محترم

ایسے لگتا ہے پسِ پردہ کوئی طُوفان ہے
آنسوؤں میں کر دیا ہے کس نے دریاؤں کو ضم

مَیں نسیم اس آہنی دیوار کو سمجھوں تو کیا
میرے عزم و حوصلہ سے اسکی اونچائی ہے کم

نسیم سیفی

ماہِ رمضان کی برکات حاصل کرنے کا اہتمام فرمائیے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ثابت ہے کہ صدقہ و خیرات اور ماہ رمضان کا گہرا تعلق ہے۔ آپ بھی تحریک جدید کا چندہ کلی اس مبارک مہینہ میں ادا فرما کر دوہرا ثواب حاصل کیجئے۔ امسال بھی سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ۲۹۔ رمضان المبارک کو دعائیہ فہرست پیش کی جائے گی۔ آپ بھی اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے مستفیض ہونے کی سعی بلیغ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

ہماری تعلیم

محترمہ انیستہ غلام علی ہمارے ملک کی ایک ماہر تعلیم ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ درس و تدریس میں گذارا ہے آپ نے اپنے ایک مضمون میں جو ڈان کے ۲۳ مارچ کے شمارے میں شائع ہوا ہے سیاست دانوں کے لئے تعلیم کی اسٹڈی شائع کی ہے اسمیں آپ کہتی ہیں

۱:۔ ابتدائی (پرائمری) تعلیم سکول، آبادی کے لحاظ سے یعنی ۵ سے ۹ سال تک کی عمر تک کے بچوں کی آبادی کے لحاظ سے مختلف علاقوں میں کھولے جانے چاہئیں۔ تاکہ ہر بچے [illegible] میں داخلہ مل سکے۔

۲:۔ ایسا کر لینے کے بعد پرائمری تعلیم کو مفت اور لازمی قرار دیا جانا چاہیئے۔ اور جو والدین اپنے بچوں کو سکول میں داخل نہ کروائیں ان کے لئے سزا تجویز کی جانی چاہیئے۔

۳:۔ سماجی اور ثقافتی اور اقتصادی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خاص طور پر بچیوں کے لئے سکول کے اوقات ان کی ضروریات کیمطابق رکھے جانے چاہئیں۔ اور ان کیلئے ٹرانسپورٹ اور سکول کا فاصلہ وغیرہ مد نظر رہنا چاہیئے اسی طرح بس کی سہولت کا بھی مناسب انتظام ہونا چاہیئے یعنی سکول ایسی جگہوں پر ہوں جہاں سے بس گذرتی ہو۔

۴:۔ تمام بچوں کو سکول میں متوازن اچھی غذا ملنی چاہیئے اور وہاں ان کی فضا اور ماحولیات بھی صاف ستھرے ہوں۔ ایسے سکول جن کی چھتیں موجود نہ ہوں جہاں ہاتھ منہ صاف کرنے کے لئے پانی کا انتظام نہ ہو پینے کا پانی میسر نہ ہو اور بجلی بھی نہ ہو اور صرف ایک استاد مقرر کیا گیا ہو مناسب نہیں رہیں گے

۵:۔ ابتدائی تعلیم کے علاوہ انہیں فنی تعلیم بھی دی جانی چاہیئے۔ جسے لازمی قرار دیا جائے۔ پرائمری سکولوں میں بھی اور سیکنڈری سکولوں میں بھی اور اس امر کے لئے ضروری سامان مہیا کیا جانا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے بچے تعلیم کے بعد آسانی سے ملازمت حاصل کر سکتے ہیں یا خود اپنا کام چلا سکتے ہیں۔

۶:۔ جہاں تک ذریعہ تعلیم کا تعلق ہے۔ انکی مادری زبان کا اختیار کیا جانا ضروری ہے (پرائمری سکول تک) اور انگریزی لازمی طور پر دوسری زبان پڑھائی جائے اور یہ کلاس تین سے شروع ہونی چاہیئے۔ جہاں تک قومی زبان کا تعلق ہے۔ یہ شروع ہی سے پڑھائی جانی چاہیئے اور اس کا پڑھانا سائنسی خطوط پر ہونا چاہیئے

سکول سلیبس کو بہتر بنایا جائے۔ جسمیں ایسی چیزیں داخل کی جائیں۔ جس سے آئندہ فائدے حاصل کئے جاسکیں اس میں آپس میں تعاون کی روح پیدا کرنا بھی لازمی قرار دیا جائے۔ تمام بچوں کو ایک ہی معیار کی سکول کی جماعتیں اور آسانیاں مہیا کی جانی چاہئیں۔ اسی طرح ایک ہی معیار کے اساتذہ اور درسی کتابیں ہونی چاہئیں۔ تمام بچوں کو مفت علاج معالجے کی سہولت میسر ہونی چاہیئے۔ اور محکمہ صحت کے ساتھ اس بات کا انتظام کیا جانا چاہیئے کہ ان کے سکریننگ اور جسمانی معائنے ہوتے رہیں۔ اسی طرح بچوں کی نظر کا بھی معائنہ ہوتا رہنا چاہیئے۔ ہر بچے کو اس حفاظت کا یقین ہونا چاہیئے۔ کہ اسکی زندگی محفوظ ہے۔ ایسی جگہیں جہاں بڑی بڑی نالیاں ہوں ان کے ڈھکے ہونے سے بچے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ گذشتہ دنوں لیاری کے ایک سکول کے قریب ہی دو بچے ایک گٹر میں گر کر ہلاک ہو گئے تھے۔

۷:۔ بچوں کو مزدوری پر لگانا جرم قرار دیا جانا چاہیئے۔ اور اس قانون کو پوری طرح لاگو کیا جائے۔ اسے ایک مجرمانہ فعل قرار دیا جائے۔ اور جو اس جرم میں ملوث ہوں ان کے والدین اور آجر دونوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔ اگر کسی بچے کے والدین فوت ہو چکے ہوں تو اسکی مکمل ذمہ داری حکومت کو اٹھانی چاہیئے۔

۸:۔ اگر کوئی بچہ معذور ہو یا دوسرے بچوں سے ذہنی طور پر پیچھے ہو تو اسکی خاص طور پر مدد کی جانی چاہیئے اور اسے ایسے سامان مہیا کئے جانے چاہئیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک مکمل فرد سمجھ سکے۔ جہاں تک دیہات کا تعلق ہے وہاں محکمہ تعلیم کے حکام کو غیر سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے تاکہ ان کی ضرورت کے مطابق انہیں آسانیاں مہیا کی جاسکیں۔ اساتذہ کو دیہاتی ماحول سے مقرر کیا جانا چاہیئے۔ اور انہیں کم از کم اتنی تنخواہ ملنی چاہیئے جتنی شہروں میں دی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پرائمری سکول کے استادوں کا خاص خیال رکھا جانا چاہیئے اور ان کی بچوں کی دیکھ بھال میں حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے۔

بچیوں کو اس بات کا حق دیا جانا چاہیئے کہ وہ گھریلو مضامین کے علاوہ دیگر مضامین بھی اپنے کورس میں شامل کر سکیں۔ انہیں سائنس حساب مینجمنٹ انتظام اور کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ملنے چاہئیں صحرائی، پہاڑی اور ساحلی علاقوں میں جہاں پہنچنا زیادہ مشکل ہے وہاں موبائل سکول (چلتے پھرتے سکول) پہنچائے جانے چاہئیں جن کے ساتھ لائبریریاں بھی ہوں اور تعلیم دینے کے لئے باقاعدہ اساتذہ بھی۔ اور ان علاقوں کی پوری طرح نگرانی کی جانی چاہیئے کہ واقعی وہاں تعلیم کا انتظام ہے۔ سکول کی درسی کتابیں کھلے مقابلے کے ذریعے لکھوائی جانی چاہئیں۔ اور ان میں بچوں کو بھی موقعہ ملنا چاہیے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ان میں سے اگر کوئی بچے تصاویر بنا سکتے ہوں تو درسی کتابوں میں ان کی تصاویر بھی آنی چاہئیں یہ کام صرف ٹیکسٹ بک بورڈ کے ذمہ لگانا مناسب نہیں۔ ایسی کتابیں بھی میسر آنی چاہئیں جو درسی کتب کے علاوہ بچوں کے لئے ہر رنگ میں مفید ثابت ہوں۔ خاص طور پر ایسی کتابیں جن میں یہ بتایا گیا ہو کہ کیا کام کسطرح خود کیا جاسکتا ہے۔ گویا کہ مختلف امور میں ابتدائی تعلیم مل جائے۔ پائپوں کا ٹھیک کرنا۔ بجلی اور گھر کی بعض اشیاء کی مرمت کرنا بھی انہیں سکھایا جانا چاہیئے۔ بلکہ ان موضوعات پر انہیں کتب مہیا کی جانی چاہئیں۔

سیکنڈری سطح تک تعلیم ایسی ہونی چاہیئے کہ طلباء کے سامنے کوئی نہ کوئی سکیم موجود ہو کلاس چھ سے اوپر کوئی نہ کوئی سکیم طلباء کو دی جانی چاہیئے جس سے پتہ چلے کہ ان کی ذہانت، جسمانی قوت اور تعاون کی روح بڑھ رہی ہے۔ ان ساری چیزوں کا تعلق درسی کتب سے بھی کسی نہ کسی طرح سے وابستہ کیا جانا چاہیئے

جب آٹھویں پاس کر لی جائے تو تعلیم کا ایک حصہ ختم سمجھنا چاہیئے۔ اور اس بات کو لازمی قرار دیا جائے کہ بچے اس سے آگے معمول کی تعلیم حاصل کریں۔ جہاں تک سلیبس کا تعلق ہے شروع سے لے کر آٹھویں تک اسطرح تیار کیا جائے کہ آہستہ آہستہ زیادہ معلومات مہیا کرنے کا باعث ہو اور بچوں کو تحقیقی کاموں کی طرف متوجہ کر سکے۔ انہی باتوں میں مصروف ہو کر وہ سمجھیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا رہے ہیں۔ جہاں تک ان سکولوں کے بجٹ کا تعلق ہے۔ اسکے لئے کوئی معیار مقرر ہو جانا چاہیئے۔ اور اس کے مطابق سب کو اسی معیار کے مطابق بجٹ مہیا کیا جانا چاہیئے طلباء اپنی تعلیم میں پوری طرح سرگرمی کا اظہار کرتے ہوئے معاشرے کی ضروریات کو سامنے رکھیں اور اسطرح کے پروگرام بنائیں کہ وہ فیکٹریوں اور زراعت کا مطالعہ بھی کریں اور ان کی مدد بھی کریں۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تعلیم کے لئے ایسی سکیمیں مہیا کی جائیں۔ سیاسی پارٹیوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے افراد کو بچہ گروپ میں شامل کریں۔ اور اگر کہیں ایسا کیا جائے تو اس پارٹی کے کارکنوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔ انہیں بچوں کی تعلیم میں مداخلت کی کسی صورت میں اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ سکول یا کالج میں کسی گروپ کو اپنے آپ کو کسی سیاسی پارٹی سے ملحق کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ جہاں تک سکولوں اور کالجوں کی بچوں اور بچیوں کے یونین قائم کرنے کا تعلق ہے۔ انہیں ان باتوں میں حصہ ملنا چاہیئے کہ وہ طلباء کو دیے جانے والے وظائف اور دوسری آسانیوں کیمتعلق حکام سے بات چیت کر سکیں اسی طرح انہیں اپنے آپ کو مالی طور پر مصروف رکھنے کے لئے بھی مواقع ملنے چاہئیں۔

سائنس حساب زبان اور لٹریچر کو ایک جیسی اہمیت کے مضامین سمجھنا چاہیئے۔ طلباء کو یہ بات یاد دلانی چاہیئے کہ کسی بات میں SPECIALISATION کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ مثلاً سب بڑے بڑے سائنس دان انسانیت کے ہمدرد بھی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں سائنس کی توجہ ہی اسلئے پیدا ہوئی کہ وہ انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے تھے۔

ذرائع ابلاغ کو تعلیم کے ساتھ قریب کا واسطہ رکھنا چاہیئے۔ خاص طور پر اس بات کی ان لوگوں کو ضرورت ہے۔ جو دیہاتی علاقوں میں رہتے ہیں جہاں کم تعلیم یافتہ بھی ہیں اور غیر تعلیم یافتہ بھی۔ جنہیں کتابیں بھی میسر نہیں ہیں۔ اور میگزین بھی نہیں ملتے ان ذرائع ابلاغ کے واسطے سے مختلف سکیمیں اور پروگرام دیہات میں رہنے والوں کو پیش کئے جا سکتے ہیں۔

تعلیم کو ایک ایسا اہم مسئلہ قرار دیا جانا چاہیئے۔ جس میں ہر شخص کا حصہ لینا لازمی ہو۔ اور حکومت جب اس سلسلے میں اپنی پالیسی بنائے تو اسے تعلیمی سسٹم کی نئی نئی باتوں کو بھی پیش کرنا چاہیئے اور اسکے ساتھ طلباء کو اور ان کے والدین کو اور سائنس کے ماہرین اور علم معاشیات کے ماہرین کو بھی گفتگو کے لئے شامل کیا جانا چاہیئے بچے کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے متعلق سوچ سکے۔

عالمی کانفرنس (د) اسرائیلی چال

اب جب کہ اقوام متحدہ کا ادارہ اس بات کی طرف توجہ دینے لگا ہے۔ کہ عالمی کانفرنس

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا خلیل احمد قمر

وقفِ جدید

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کے جماعت احمدیہ پر بہت سے احسانات ہیں آپ نے جماعت احمدیہ کو رُوحانی علمی، تربیتی، اخلاقی، غرضیکہ ہر جہت سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا۔ قوموں کی زندگی میں کسی بات کا تسلسل ہی ان کی زندگی کی علامت قرار دیا جاتا ہے کہ ایک نسل اگلی نسل کو کیا منتقل کر رہی ہے یا دوسری نسل کا قدم کس قدر ترقی کی طرف رواں ہے۔ جماعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لئے حضرت فضل عمر نے جماعت احمدیہ کو تنظیمی لحاظ سے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیموں میں تقسیم فرمایا تاکہ یہ تنظیمیں الگ الگ تعلیمی و تربیتی اخلاقی اور رُوحانی پروگرام مرتب کر کے ترقی کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتی جائیں۔

قیام پاکستان تک بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کو دیکھنے والے اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنے والے بہت سے بزرگ جماعتوں میں موجود تھے اور یہ بزرگ جماعت کے افراد کی علمی رُوحانی ضرورتیں پوری کر رہے تھے۔ تقسیم ہندوستان کے نتیجہ میں جماعتوں کا نظام قائم نہ رہ سکا۔ بہت سے بزرگ وفات پا گئے۔ خاندانوں کے افراد مختلف جگہ پر جا کر آباد ہو گئے۔ جو افرادِ جماعت شہروں میں آ کر آباد ہوئے وہاں ذیلی تنظیمیں مضبوط تھیں اس لئے وہاں تعلیم و تربیت کا مسئلہ حل ہو گیا۔ دوسرے تعلیمی سہولتوں کی وجہ سے ان کا معیارِ تعلیم بھی زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے وہ ذاتی مطالعہ سے اپنی کمی کو دُور کر لیتے ہیں۔ علماء سلسلہ کی بھی شہروں میں آمد و رفت رہتی ہے جس سے یہ جماعتیں مستفیض ہوتی ہیں۔ مگر دیہاتی جماعتوں میں یہ سہولتیں میسّر نہیں ہوتیں۔ دوسرے یہ افراد تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ہوتے ہیں اور ان کی مصروفیات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ سال کے بعض دنوں میں ان کو فرصت ہوتی ہے اور بعض دنوں میں یہ بہت زیادہ مصروف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو کوشش کر کے ہی اکٹھا کیا جا سکتا ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ کوئی معلّم یا مربّی ان لوگوں میں رہ کر ان کی تعلیم و تربیت کرے۔ دیہاتی جماعتوں میں اخلاص تو بہت ہوتا ہے۔ ضرورت یہ ہوتی ہے کہ ان کے اخلاص سے کام لیا جائے۔ اس لئے دیہاتی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت فضل عمر نے وقفِ جدید کا نام لئے بغیر ایک تحریک جاری کرنے کا اعلان ۹ رجولائی ۱۹۵۷ء کو عیدالاضحی کے خطبہ میں فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو جاری رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوان افریقہ کے جنگلات میں بھی کام کر رہے ہیں مگر میرا خیال یہ ہے کہ اس ملک میں بھی اس طریق کو جاری کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کے نقشِ قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں تحریک جدید کے ماتحت وقف کرتے ہیں وہ اپنی زندگیاں براہِ راست میرے سامنے وقف کریں تاکہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ ...... (اہلِ ایمان۔ ناقل) کو تعلیم دینے کا کام کر سکیں۔ وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں ہے لیکن رُوحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے .....

پس میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں ....

سو آج بھی زمانہ ہے کہ ہمارے وہ نوجوان جن میں اس قربانی کا مادہ ہو کہ وہ اپنے گھر بار سے علیحدہ رہ سکیں بے وطنی سے ایک نیا وطن بنائیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذریعہ سے تمام علاقہ میں نورِ ..... اور نورِ ایمان پھیلائیں اپنے آپ کو اس غرض کے لئے وقف کریں میرے نزدیک یہ کام بالکل ناممکن نہیں ہے۔

بلکہ ایک سکیم میرے ذہن میں آ رہی ہے اگر ایسے نوجوان تیار ہوں جو اپنی زندگیاں تحریک جدید کو نہیں بلکہ میرے سامنے وقف کریں اور میری ہدایت کے ماتحت کام کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ خدمتِ ..... کا ایک بہت بڑا موقع اس زمانہ میں ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے زمانہ میں تھا یا جیسا کہ حضرت سیّد احمد صاحب بریلویؒ اور دوسرے صوفیا و اولیاء کے زمانہ میں تھا۔"

(الفضل ۶؍ فروری ۱۹۵۹ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرّابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وقفِ جدید کے قیام کی اغراض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"۱۹۵۷ء میں حضرت فضل عمر نے وقفِ جدید کی بنیاد ڈالی۔ یہ تحریک بنیادی طور پر دو اغراض سے جاری کی گئی۔ پہلی غرض تو یہ تھی کہ پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں چونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ ہر جگہ ایک مربی کو تعیّنات کیا جائے اس لئے وہاں خصوصاً نئی نسلوں میں تربیت کی کمزوری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ نہ صرف نئی نسلوں میں بلکہ تقسیم ہند کے بعد جو لوگ نوجوان تھے وہ بھی کئی قسم کی معاشرتی خرابیوں کا شکار ہوئے اور بنیادی طور پر دین کے مبادیات سے بھی بعض صورتوں میں وہ غافل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت فضل عمر نے بشدّت یہ محسوس کیا کہ جب تک کوئی ایسی تحریک نہ جاری کی جائے جس کا تعلق خالصۃً دیہاتی تربیت سے ہو اس وقت تک دیہاتی علاقوں میں احمدیت کے مستقبل کے متعلق ہم بے فکر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ جب حضور نے اس تحریک کا آغاز فرمایا تو اوّلین ممبران وقفِ جدید میں خاکسار کو بھی مقرر فرمایا۔ اور ان دنوں میں بیمار تھے لیکن بیماری کے باوجود ذہن ہر وقت دینِ حق کی ترقیات کے متعلق سوچتا رہتا تھا۔ ابتدائی نصیحتیں جو مجھے کیں ان میں سے ایک تو یہی دیہاتی تربیت کی طرف توجہ دینے کے متعلق ہدایت تھی۔ اور دوسرے ہندوؤں میں .... (دعوت الی اللہ) کی خاص طور پر تاکید کی گئی تھی تو بہرحال یہ تو مقصد دیہاتی تربیت کا تھا اور دوسرا مقصد پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں کو ..... بنانا تھا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۸۵ء)

وقفِ جدید کی ابتدا

حضرت فضل عمر نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقع پر وقفِ جدید کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"گو یہ سکیم بہت وسیع ہے مگر میں نے خرچ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے شروع میں صرف دس واقفین لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض واقفین افریقہ سے لئے جائیں گے یا اور غیر ملکوں سے بھی لئے جائیں مگر بہرحال ابتداء دس واقفین سے کی جائے گی اور پھر بڑھاتے بڑھاتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔"

(الفضل ۱۶؍ فروری ۱۹۵۸ء)

"یہ تحریک بھی آہستہ قدموں سے شروع ہوئی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اُمید ہے کہ جماعت میں اس قدر اخلاص اور جوش پیدا ہو جائے گا کہ وہ لاکھوں اور کروڑوں روپیہ دینے لگ جائے گی۔"

(الفضل ۱۶؍ جنوری ۱۹۵۸ء)

وقفِ جدید کی اہمیت

جلسہ سالانہ پر حضور نے وقفِ جدید کے سلسلے میں جماعت کو تفصیلات سے آگاہ فرمایا اور جلسہ سالانہ کے فوراً بعد احبابِ جماعت کے نام ایک پیغام میں فرمایا:۔

"میں نے اس سال ۲۷؍ دسمبر کو ارشاد و اصلاح کی ایک اہم تجویز پیش کی تھی جس کے دو حصّے تھے ایک وقف اور ایک چندہ .....

یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑے بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا۔ جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا۔

پس میں اتمامِ حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو اور وقف کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو۔"

(الفضل ۷؍ جنوری ۱۹۵۸ء)

حضرت فضل عمر نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء پر جب وقفِ جدید کے قیام کو صرف ایک بھی سال نہیں ہوا، وقفِ جدید کے کام کو سراہتے ہوئے فرمایا:۔

"اس سال ۹۰ معلّم وقفِ جدید میں کام کر رہے ہیں اور ستر ہزار روپیہ کے وعدے جماعت کی طرف سے آئے تھے۔ جو قریباً پورے ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ صیغہ بڑی عمدگی سے اپنا کام کر رہا ہے۔ وقفِ جدید کی معرفت ..۳ بیعت آئی ہے جبکہ ارشاد و اصلاح کی معرفت صرف ۵۴ افراد سلسلہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داخل ہوئے ہیں ۔

اگر جماعت اپنی آمد بڑھائے تو اس کے نتیجہ میں چندہ کی مقدار بھی بڑھ جائے جس سے ہم اپنے کام سہولت سے وسیع کر سکیں گے۔ اگر جماعت وقفِ جدید کی طرف توجہ کرے تو اس سے نہ صرف ہم ملکی جہالت کو دور کر سکیں گے بلکہ بیماریوں کے دور کرنے میں بھی ہم ملک کی مدد کر سکیں گے۔ کیونکہ وقف جدید کے معلّم تعلیم کے ساتھ ساتھ علاج معالجہ بھی کرتے ہیں اور اس سے ملک کی بیماریوں کو دور کرنے میں مدد مل رہی ہے۔"

(الفضل ۲۵ جنوری ۵۹ء)

وقفِ جدید کا مقصد

جماعت میں تحریک جدید کے علاوہ وقفِ جدید کی تحریک بھی جاری ہوئی ہے تاکہ سارے پاکستان میں ایسے معلّمین کا جال بچھ جائے جو لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء،
الفضل ۷ فروری ۱۹۶۰ء)

اُمید ہے کہ جماعت کے افراد اس طرف خاص توجہ کریں گے اور ملک کی جہالت کو دور کرنے میں مدد کریں گے اس طرح ملک کی بیماریوں کے دور کرنے میں بھی مدد کریں کیونکہ وقفِ جدید کے واقفین اپنے علاقہ میں تعلیم بھی دیتے ہیں اور بیماریوں کا دیسی اور ہومیو پیتھک علاج بھی کرتے ہیں:

(الفضل ۳ اپریل ۱۹۵۹ء)

مزید فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے"۔

(الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۸ء)

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:۔

"پس میں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ کریں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فردِ جماعت ایسا نہ رہے جو صاحبِ استطاعت ہوتے ہوئے اس چندہ میں حصّہ نہ لے"۔

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۶۰ء)

وقفِ جدید ایک رحمت کا دروازہ

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے رحمت کا ایک دروازہ جو ہم پر کھولا گیا وہ وقفِ جدید کا دروازہ ہے ...... وقفِ جدید کی تنظیم جماعت کی تربیت کے لئے بڑی اہم تنظیم ہے۔ اس کی اہمیت کو پوری طرح ابھی تک جماعت نے نہیں سمجھا کیونکہ اگر وہ سمجھتے تو اس سے وہ بے اعتنائی نہ برتتے جو آج برت رہے ہیں ....

میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرف متوجہ کرنے کے لئے کہ وقفِ جدید کی تنظیم بڑی اہم ہے اور اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور جماعت کو بھی متوجہ کرنا چاہیئے ......

جو رپورٹیں سینکڑوں جماعتوں میں وقفِ عارضی کے واقفین نے کام کرنے کے بعد ہمیں دیں ان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جماعتوں میں وقفِ جدید کے معلّمین کی اشد ضرورت ہے تو جو چیز چھپی ہوئی تھی اور وقفِ جدید کی اہمیت ہماری نظروں سے اوجھل تھی وہ وقفِ عارضی کے واقفین کی رپورٹوں سے ہماری آنکھوں کے سامنے آگئی"

(الفضل ۴ جنوری ۶۷ء)

معلّمین کی ضرورت

حضرت امام جماعت الثالث اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے فرمایا:۔

"بہر حال اُس وقت حضرت فضلِ عمر کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ہر جماعت میں کم از کم ایک معلّم ضرور بٹھا دیا جائے لیکن چونکہ حضور ایک لمبا عرصہ علیل رہے اور اس عرصہ میں جماعت حضور کے خطبات سے محروم رہی .... اس لئے وقفِ جدید کی اہمیت اور افادیت آہستہ آہستہ جماعت کے افراد کی نظروں سے اوجھل ہوتی چلی گئی .... وقفِ عارضی کے جو وفود ...... نے .... جو آخری رپورٹ ہمیں بھجوائی۔ اس میں بڑی شدت سے یہ مطالبہ کیا کہ اس جماعت کو کوئی مربّی یا معلّم ضرور دیا جائے اور یہ بھی لکھا کہ جماعت خود بھی یہ احساس رکھتی ہے کہ جب تک اسے کوئی معلّم نہ دیا جائے وہ ان ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتی جو تربیت کے لحاظ سے اس پر عائد ہوتی ہیں"

(الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء پر فرمایا:۔

"وقفِ جدید کے نام سے ایک تحریک چلا دی۔ اس کے بہت خوشکن نتائج ظاہر ہوئے۔ چنانچہ وقفِ جدید کے کارکن بہت اچھا کام کر رہے ہیں .... (اس) کام کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے جذبہ۔ وقفِ جدید والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ ...... (اشاعتِ دینِ حق) کے لئے اتنی علم کی ضرورت نہیں جتنا یہ امر ضروری ہے کہ انسان میں جذبہ موجود ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بارہ میں بعض مربیوں سے بھی بڑھ گئے ہیں .... اس میں شک نہیں وقفِ جدید کی تحریک خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام کر رہی ہے"

(الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۶۶ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو وقفِ جدید کے سالِ نو کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دیہاتی جماعتوں میں اگرچہ علم کی کمی کی وجہ سے تربیتی لحاظ سے کمزوری بھی جلدی پیدا ہو جاتی ہے لیکن عام طور پر اخلاص کا معیار اور اطاعت کا معیار بلند ہے اور کمزوری جتنی جلدی پیدا ہوتی ہے اتنی ہی جلدی دور کرنے کے لئے بھی وہ تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں عملاً یہ بات سامنے آئی کہ بعض جماعتوں میں جہاں نمازی دس فیصد نہیں تھے وہاں چند مہینے کی کوششوں میں خدا کے فضل سے تیس چالیس فیصد تک لوگ تہجد گذار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ بچے بوڑھے اور عورتیں سبھی نے نیک کاموں میں حیرت انگیز تعاون کا نمونہ دکھایا معلّمین کی کمی کی وجہ سے پھر ہمیں انہیں بار بار مختلف اضلاع میں بدل بدل کر مقرر کرنا پڑا"

حضرت امام جماعت احمدیہ الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے کام پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جہاں تک وقفِ جدید کی کوششوں اور خدمت کا تعلق ہے۔ اس پہلو سے بھی یہ تحریک اپنے فرائضِ منصبی اس طرح ادا کر رہی ہے۔ بڑے سخت مخالف حالات میں بھی اللہ تعالیٰ اس انجمن کو توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اس کی تفاصیل بیان کرنے کی اس وقت ضرورت نہیں ہے۔ بسا اوقات یہ باتیں جلسہ سالانہ پر بیان ہوتی رہی ہیں"۔

(خطبہ بیان فرمودہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۷ء)

ضمیر احمد ندیم

باغیچہ بنائیں

آجکل کا موسم شجر کاری کا ہے جس میں جتنے پودے لگائے جائیں اتنا فائدہ ہے اور اُن کے ذریعہ ہم آلودگی میں کمی کر سکتے ہیں۔ پودے لگانا ایک مفید مشغلہ بھی ہے اور ایک تجارت کا ذریعہ بھی ہے۔ بعض پودے لگانا نہایت آسان مگر وہ پودے دیکھنے میں نہایت خوبصورت نظر آتے ہیں انہیں سے چند پودوں کو اُگانا آپ کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے۔

۱۔ لوبیے اور مٹر کے پودے

کوئی بھی کھلے مُنہ کی بوتل لیں۔ جام کی خالی بوتل ہو تو بہتر ہے بوتل کا نصف حصّہ پانی سے بھر لیں اس کے بعد ۲ گول کارک کے ٹکڑے لیں۔ اُن ٹکڑوں کے درمیان ایک میں لوبیے اور دوسرے کارک کے گڑھے میں مٹر کے بیج ڈال کر بوتل کے اندر پانی میں ڈال دیں کہ تیرتے رہیں۔ چند ہی دنوں میں مٹر اور لوبیے کے ننھے منّے پودے اُگنے لگیں گے۔

۲۔ گاجر کا پودا

ایک تازہ گاجر لیں اس کو اُوپر سے ایک انچ کے فاصلہ سے کاٹ لیں اور ایک تھال میں پانی لے کر اس اُوپر والے سرے (مڈ) کو اس میں رکھ دیں اور اس تھالی کو ہوادار جگہ کھڑکی وغیرہ میں رکھ دیں اور روزانہ پانی ڈالتے رہیں صرف اتنا پانی کہ وہ تر رہے زیادہ پانی ڈالنے سے گاجر کا ٹکڑا گل سڑ جائے گا۔ چند ہی دنوں میں گاجر کے سرے سے سبز سبز پتے اُگنے شروع ہو جائیں گے۔ جو راحت کا موجب ہوں گے۔ دیکھنے والوں کے لئے خوب صورت بھی ہوں گے۔

۳۔ کاہو اور رائی کے پودے

ایک تھالی لیں اور فلالین کا ایک ٹکڑا پانی میں بھیگا ہوا اس میں بچھا دیں۔ اب چائے کے ایک چمچ کے برابر کاہو کا بیج لیں اور اُن کو اس فلالین کے کپڑے پر بکھیر دیں تھالی کو ہوادار جگہ مثلاً کھڑکی میں رکھ دیں اور فلالین کو پانی سے تر رکھیں خشک نہ ہونے دیں۔ چار دن بعد چائے کے چمچ کے برابر رائی کے بیج فلالین پر بکھیر دیں۔ چند دن بعد کاہو اور رائی کے بیج اپنے اندر سے ننھے منّے سے پودے باہر دھکیل دیں گے اور تھالی دلکش

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعاتِ عالم

مکّہ مکرّمہ

مکّہ کے شمال کی طرف تقریباً اڑھائی سو میل کے فاصلے پر ایک شہر ہے۔ جسکا نام مدینہ ہے۔ اب تو اس کے نام سے ساری دنیا واقف ہے کیونکہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری دس سال یہیں گذارے اور یہیں آپ فوت ہوئے اور یہیں آپؐ کا مزار کا ایک مشہور شخص تھا اور اپنی بہادری اور نجابت اور دوسری خوبیوں کی وجہ سے کامل کہلاتا تھا۔ اور شاعر بھی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پتہ لیتے ہوئے اس کے ڈیرے پر پہنچے اور اسلام کی دعوت دی اس نے کہا میرے پاس بھی ایک خاص کلام ہے جسکا نام مجلہ لقمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے بھی اس کا کوئی حصہ سنائیے۔ اس پر سوید نے اس صحیفے کا ایک حصہ آپ کو سنایا۔ آپ نے اس کی تعریف فرمائی۔ کہ اسمیں اچھی باتیں ہیں مگر فرمایا کہ میرے پاس جو کلام ہے وہ بہت بالا اور ارفع ہے چنانچہ پھر آپ نے اسے قرآن شریف کا ایک حصہ سنایا جب آپؐ ختم کر چکے تو اس نے کہا۔ ہاں! واقعی یہ بہت اچھا کلام ہے اور گو وہ مسلمان نہیں ہوا مگر اس نے فی الجملہ آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ کو جھٹلایا نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مدینہ میں واپس جا کر اسے زیادہ مہلت نہیں ملی اور وہ جلد ہی کسی ہنگامہ میں قتل ہو گیا یہ جنگ بعاث سے پہلے کی بات ہے۔ اسکے بعد اسی زمانے کے قریب یعنی جنگ بعاث سے قبل آپ پھر ایک دفعہ حج کے موقعہ پر قبائل کا دورہ کر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر چند آدمیوں پر پڑی۔ یہ قبیلہ اوس سے تھے۔ اور اپنے بت پرست رقیبوں یعنی خزرج کیخلاف قریش سے مدد طلب کرنے آئے تھے۔ یہ بھی جنگِ بعاث سے پہلے کا واقعہ ہے۔ گویا یہ طلب مدد اسی جنگ کی تیاری کا ایک حصہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ آپ کی تقریر سن کر ایک نوجوان شخص جس کا نام ایاس تھا بے اختیار بول اٹھا۔ "خدا کی قسم جس طرف یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بلاتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں"۔ مگر اس گروہ کے سردار نے ایک کنکروں کی مٹھی اٹھا کر اس کے منہ پر ماری اور کہا "چپ رہو۔ ہم اس کام کے لئے یہاں نہیں آئے"۔ اور اس طرح یہ معاملہ اس وقت یونہی دب کر رہ گیا۔ مگر لکھا ہے کہ ایاس جب واپس وطن جا کر فوت ہونے لگا تو اسکی زبان پر کلمہ توحید جاری تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب جنگ بعاث ہو چکی تو ۱۱ نبوی کے ماہ رجب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّہ میں یثرب والوں سے پھر ملاقات ہو گئی۔ آپ نے حسب نسب پوچھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں۔ اور یثرب سے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت محبت کے لہجے میں کہا۔ "کیا آپ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں؟" انہوں نے کہا کہ "ہاں! کیا کہتے ہیں؟"۔ آپؐ بیٹھ گئے اور انکو اسلام کی دعوت دی اور قرآن شریف کی چند آیات مبارک ہے اور یہی ابتدا میں خلافت اسلامی کا مرکز رہا ہے مگر اسلام سے پہلے یہ شہر ایک گمنامی کی حالت میں تھا اور اس کا نام یثرب تھا۔ ہجرت کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن ہونے کی وجہ سے اس کا نام مدینۃ الرسول مشہور ہو گیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ صرف مدینہ رہ گیا۔ اسلام سے پہلے یثرب کی آبادی مذہباً دو حصوں میں منقسم تھی۔ یعنی یہود اور بت پرست یہود پھر آگے تین قبائل میں تقسیم شدہ تھے یعنی بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ اور بت پرستوں کی بھی دو شاخیں تھیں۔ جن کا نام اوس اور خزرج تھا۔ یہی اوس اور خزرج بعد میں اسلام لا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے کر انصار کے لقب سے ملقب ہو گئے۔ اسلام سے پہلے اوس و خزرج عموماً آپس میں برسرِ پیکار رہتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی جسکا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ ان کے درمیان ایک خطرناک لڑائی کی تیاری ہو رہی تھی۔ جو جنگ بُعاث کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی میں اوس و خزرج کے بڑے بڑے سردار کٹ کر ہلاک ہو گئے۔ چونکہ یہودی لوگ علمی اور مذہبی لحاظ سے ان بت پرستوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اور دولت اور اقتدار میں بھی عموماً بڑھے ہوئے تھے۔ اسلئے یہود کا ان پر خاص اثر تھا۔ حتیٰ کہ اگر کسی مشرک کے اولادِ نرینہ نہ ہوتی تھی تو وہ منت مانتا تھا کہ اگر میرے اولاد نرینہ ہوئی تو میں اپنے پہلے لڑکے کو یہودی بنا دوں گا یہود کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اوس و خزرج بھی کتب سماوی اور سلسلہ رسالت سے کچھ کچھ آشنا ہو گئے تھے۔ اور چونکہ یہود میں الٰہی نوشتوں کی رو سے ان دنوں ایک نبی کا انتظار تھا اسلئے یہ بات اوس اور خزرج کے کانوں تک بھی پہنچ چکی تھی۔ کیونکہ یہود ان سے کہا کرتے تھے۔ کہ اب ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے وہ جب آئے گا تو ہم اس کا ساتھ دے کر بت پرستوں اور کافروں کو نیست و نابود کر دیں گے۔ اور وہ ایک بڑی سلطنت قائم کرے گا۔ اور ہم اسے مان کر دنیا میں طاقت ور ہو جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب دستور مکہ میں اشہر حرم کے اندر قبائل کا دورہ کر رہے تھے کہ آپؐ کو معلوم ہوا کہ یثرب کا ایک مشہور شخص سوید بن صامت مکہ میں آیا ہوا ہے۔ سوید مدینے سنا کر اپنے مشن سے آگاہ کیا ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا "یہ موقعہ ہے ایسا نہ ہو یہود ہم سے سبقت لے جاویں"۔ یہ کہہ کر سب مسلمان ہو گئے۔ یہ ۶ اشخاص تھے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

۱:۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہ بنو نجار سے تھے۔ اور تصدیق کرنے میں سب سے اوّل تھے۔

۲:۔ عوف بن حارث یہ بھی بنو نجار سے تھے جو آنحضرتؐ کے دادا ابو المطلب کے ننھیال کا قبیلہ تھا۔

۳:۔ رافع بن مالک جو بنو زریق سے تھے۔ اب تک جو قرآن شریف نازل ہو چکا تھا وہ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا۔

۴:۔ قطبہ بن عامر جو بنی سلمہ سے تھے۔

۵:۔ قطبہ بن عامر جو بنی حرام سے تھے۔

۶:۔ جابر بن عبد اللہ بن رومان جو بنی عبیدہ سے تھے۔

اسکے بعد یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے اور جاتے ہوئے عرض کیا کہ ہمیں خانہ جنگیوں نے بہت کمزور کر رکھا ہے۔ اور ہم میں آپس میں بہت نا اتفاقیاں ہیں۔ ہم یثرب میں جا کر اپنے بھائیوں میں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہم کو پھر جمع کر دے۔ پھر ہم ہر طرح آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں گے۔ چنانچہ یہ لوگ گئے اور ان کی وجہ سے یثرب میں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

کے ذریعے مشرق وسطیٰ کے مسائل خاص طور پر اسرائیل عرب مسئلہ طے کیا جانا چاہئے۔ اسرائیل کے وزیر اعظم یزک شمیر نے اس بات پر زور دینا شروع کر دیا ہے۔ کہ وہ پی۔ ایل۔ او یعنی تنظیم آزادی فلسطین کے کسی نمائندے سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ وہ چاہتے ہیں عرب ممالک از خود کوئی ایسا گروہ یا فرد پیش کریں جو ان کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے تیار ہو اور بنیادی طور پر اس کا تنظیم آزادی فلسطین سے کوئی تعلق نہ ہو۔ وہ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آغاز میں یہ تجربہ کیا جا سکتا ہے کہ فلسطین کو اسرائیل کا ایک صوبہ سمجھا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگرچہ ہوگا تو ایک صوبہ لیکن اس کا نظامِ حکومت اسرائیل ہی کے ماتحت ہوگا۔ اور اگر یہ بات کامیاب رہی تو اس کے بعد پھر گفت و شنید کر کے فلسطینیوں کے لئے ایک الگ مقام تیار کیا جا سکتا ہے یعنی وہ علاقے جو متنازعہ فیہ ہیں ان کے متعلق فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ شمیر نے یہ بھی کہا کہ تشدد کی کارروائیوں کے ساتھ کبھی کوئی معاملہ طے نہیں پایا۔ اور انہوں نے اس بات کی بھی مخالفت کی کہ وہ محض امن کے حصول کے لئے کچھ علاقے چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا ایسا کرنے سے غیر حقیقی تصورات ابھریں گے۔ جن کا تعلق رعایات دینے سے ہوگا۔ شام پر انہوں نے الزام لگایا کہ اس ملک نے ابھی تک اپنی منفی سوچ نہیں چھوڑی معلوم یہ ہوتا ہے کہ اسرائیل اس بات سے ڈرتا ہے کہ عالمی کانفرنس سے تنظیم آزادی فلسطین کو ایسے حقوق مل جائیں گے جنہیں اسرائیل کسی صورت بھی دینے کے لئے تیار نہیں۔ فلسطینیوں کا یہ تقاضا ہے کہ ان کی نمائندگی صرف تنظیم آزادی فلسطین ہی کے نمائندے کر سکتے ہیں۔ اور اسرائیل اب اس کوشش میں ہے کہ اس تنظیم کے ساتھ گفت و شنید نہ کی جائے بلکہ کچھ اور لوگ جو ہوں تو فلسطینی لیکن تنظیم آزادی فلسطین سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو ان کو گفت و شنید کی میز پر لایا جائے اور آہستہ آہستہ ان کے ساتھ روابط بڑھا کر اپنی مرضی کے مطابق انہیں ڈھال لیا جائے۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

پودوں سے بھر جائے گی۔

۴۔ کینو کا پودا یہ بھی آسانی سے اُگایا جا سکتا ہے۔

ایک خالی گملا لیں اس کے پیندے کے سوراخ پر دو تین پتھر رکھیں لیکن خیال رہے پتھر چھوٹے ہوں جو صرف سوراخ کو ڈھانپنے کا کام کریں مثلاً مٹی کے کسی برتن کے ٹکڑے جیسے گھڑا ٹوٹ جائے تو ان ٹکڑوں سے گملے کے سوراخ ڈھانپ

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالان جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو: اللہ تعالیٰ آپکو ہر لحاظ سے بہتر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی تقریر ختم ہونے والی ہے۔ جب یہ تقریر ختم ہو جائے گی تو ہم آپ سے کچھ سوال پوچھیں گے۔ امید ہے اس تقریر کو اچھی طرح پڑھا ہوگا اور اس میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ آپ کو یاد بھی ہونگی۔

اب اس تقریر کی ایک اور قسط ملاحظہ کریں۔

استقامتِ رسولؐ اور جانثار صحابہؓ

اسی طرح ایک دفعہ اسلامی لشکر ایک پہاڑی درہ میں سے گذر رہا تھا جس کے دونوں طرف دشمن کے تیر انداز چھپے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو اس جگہ کا علم نہ تھا۔ ایک تنگ سڑک درمیان سے گذرتی تھی۔ جب اسلامی لشکر عین درمیان میں آگیا تو دشمن نے تیر مارنے شروع کر دیئے اس اچانک حملے کا یہ اثر ہوا کہ گھوڑے اور اونٹ ڈر کر دوڑ پڑے اور سوار بے قابو ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چار ہزار دشمن تیر اندازوں کے اندر صرف ۱۶ آدمیوں سمیت رہ گئے۔ باقی سب لشکر پراگندہ ہو گیا۔ آپؐ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمن کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جو ساتھی باقی رہ گئے تھے وہ گھبرا گئے۔ اور اتر کر آپؐ کے گھوڑے کی باگیں پکڑ لیں اور کہا جناب! دشمن اس وقت ناتحاشہ بڑھا چلا آرہا ہے۔ اسلامی لشکر بھاگ چکا ہے۔ آپ کی جان پر اسلام کا مدار ہے پیچھے ہٹئے تا کہ اسلامی لشکر کو جمع ہونے کا موقع ملے۔ آپؐ نے فرمایا میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو۔ اور پھر بلند آواز سے کہا میں خدا کا نبیؐ ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں۔ کون ہے جو مجھے نقصان پہنچا سکے۔ یہ کہہ کر دشمن کے لشکر کی طرف ان ۱۶ آدمیوں سمیت بڑھنا شروع کیا جو پیچھے رہ گئے تھے۔ مگر دشمن نقصان نہ پہنچا سکا۔ پھر آپؐ نے ایک شخص کو جو بلند آواز والا تھا کہا کہ بلند آواز سے کہو کہ اے اہل مدینہ خدا کا رسولؐ تم کو بلاتا ہے۔ ایک صحابیؓ کہتا ہے کہ ہمارے گھوڑے اور اونٹ اس وقت سخت ڈرے ہوئے تھے۔ اور بھاگ جاتے تھے ہم ان کو واپس موڑتے تھے اور مڑتے نہ تھے

جس وقت یہ آواز آئی اس وقت یکدم ہماری حالت ایسی ہو گئی گویا مردے ہیں اور خدا کی آواز ہمیں بلاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس آواز کے آتے ہی میں بے تاب ہو گیا میں نے اپنے اونٹ کو واپس لے جانا چاہا مگر وہ بھاگ کے کھینچنے سے دوہرا ہو جاتا تھا مگر مڑتا نہ تھا۔ میرے کانوں میں یہ آواز گونج رہی تھی۔ کہ خدا کا رسولؐ تم کو بلاتا ہے جب میں نے دیکھا کہ اونٹ مجھے دور ہی دور لے جاتا ہے۔ تو میں نے تلوار نکال کر اس کی گردن کاٹ دی اور پیدل دیوانہ وار اس آواز کی طرف بھاگ پڑا اور بے اختیار کہتا جاتا تھا۔ حاضر ہوں۔ حاضر ہوں وہ کہتا ہے یہی حال سب لشکر کا تھا۔ جو سواری کو نہ موڑ سکا وہ سواری سے کود کر پیدل دوڑ پڑا۔ اور چند منٹ میں سب لوگ اسی طرح آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ جس طرح کہتے ہیں مردے اسرافیل کے صور پر قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

○ عزیزہ فوزیہ نعیم بنت مکرم محمد رفیق صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جدائی سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی ہے۔ آپ کہتی ہیں

اے مرے وطن کی نرم ٹھنڈی ہواؤ
جب سات سمندر پار مرے آقا کے حضور جاؤ
ادب سے جھکنا اور سلام تم کہنا
اور اس عاجزہ کی یہ داستاں تم کہنا
آخری شعر ہے تم کہنا کہ اب وہ لوٹ آئیں
کہ اب ہجر کے دن لمبے لگنے لگے

○ عزیزہ سعدیہ رحمٰن بنت مکرم نصیر احمد صاحب باجوہ نے "دیانت داری" کے موضوع پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک صبح کی سیر کا ذکر کیا ہے۔ اس سیر میں حضور نے ایک رفیق کو اس سے منع فرمایا کہ کسی کی بیری کے گرے ہوئے بیر بغیر اجازت نہ اٹھائیں۔

○ عزیزہ ساجدہ پروین نے لکھا ہے کہ ان کے ماموں کی دو بیٹیاں اللہ کو پیاری ہو گئیں انکے لئے سب بہنیں اور بھائی دعا کریں۔

○ عزیزہ عابدہ زاہد قاضی نے دو بڑے اچھے مضمون تحریر کئے ہیں۔ ایک کا عنوان ہے "شعبان میرا مہینہ ہے" اور دوسرا "شب برات کی وجہ تسمیہ"

عزیزہ عابدہ زاہد! آپ ضرور مضمون لکھتی رہیں اللہ کے فضل سے آپ جلد ہی سلسلے کے لٹریچر میں اضافہ کرنیکا باعث بنیں گی۔

خط تو اور بھی ہیں۔ انکا ذکر پھر کسی وقت کیا جائیگا۔ اب آپ کہانی پڑھیں جو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیان فرمائی ہے۔

حقِ دوستی

چوری ... ایک بُری صفت ہے لیکن اگر اپنے دوستوں کی چیز بلا اجازت استعمال کر لی جاوے تو معیوب نہیں (بشرطیکہ دوست ہوں)۔

دو شخصوں میں باہمی دوستی کمال درجہ کی تھی اور ایک دوسرے کا محسن تھا۔ اتفاقاً ایک شخص سفر پر گیا۔ دوسرا اس کے بعد اس کے گھر میں آیا اور اس کی کنیز سے دریافت کیا کہ میرا دوست کہاں ہے اس نے کہا کہ سفر کو گیا ہے پھر اس نے پوچھا کہ اس کے روپیہ والے صندوق کی چابی تیرے پاس ہے؟ کنیز نے کہا کہ میرے پاس ہے۔ اُس نے کنیز سے وہ صندوق منگوا کر چابی لی اور خود کھول کر کچھ روپے اس میں سے لے گیا۔ جب صاحب خانہ سفر سے واپس آیا تو کنیز نے کہا کہ آپ کا دوست گھر میں آیا تھا۔ یہ سُن کر صاحب خانہ کا رنگ زرد ہو گیا اور اس نے پوچھا کہ کیا کہتا تھا۔ کنیز نے کہا کہ اس نے مجھ سے صندوق اور چابی منگوا کر خود آپ کا روپیہ والا صندوق کھولا اور اس میں سے روپیہ نکال کر لے گیا پھر تو وہ صاحب خانہ اس کنیز پر اس قدر خوش ہُوا کہ بہت ہی پھولا اور صرف اس صلہ میں کہ اُس نے اس کے دوست کا کہا مان لیا اس کو ناراض نہیں کیا اس کنیز کو اس نے آزاد کر دیا اور کہا کہ اس نیک کام کے اجر میں جو کہ تجھ سے ہُوا ہے میں آج ہی تجھ کو آزاد کرتا ہوں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۷۸)

اطلاعات و اعلانات

درخواستِ دعا۔ مکرم شیخ حفیظ احمد صاحب فیصل آباد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں تین بار اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم عبدالجبار زاہد صاحب کا بیٹا عطاالصبور عرصہ سے پیٹ کے عوارض میں مبتلا ہے۔

○ مکرم محفوظ احمد صاحب مہار ولد چوہدری غلام اللہ مہار صاحب آف پوہلہ مہاراں سیالکوٹ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔

○ ـــــــــ مکرم چوہدری شاہد احمد صاحب باجوہ ابن چوہدری بشیر احمد صاحب باجوہ سیالکوٹ سے پسرور جاتے ہوئے ویگن کے ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ ٹانگ پر فریکچر ہوا ہے۔ میو ہسپتال گوجرانوالہ وارڈ میں داخل ہیں۔

○ محترمہ عابدہ خانم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ انگوری باغ سکیم لاہور اہلیہ شیخ محمد اکرم صاحب عرصہ دراز سے بیمار ہیں

○ محترمہ شاہدہ شفیق صاحبہ بنت چوہدری محمد شفیق صاحب ساہی آف ٹھٹھہ سکہ اہلیہ چوہدری نصیر احمد صاحب گھمن کچھ دنوں سے بیمار ہیں

باقی صـ۸ پر

بقیہ: صـ۶ سے آگے

سکتے ہیں۔ اور پھر گملے میں نرم مٹی بھر لیں۔ مٹی کی اُوپر والی سطح ہموار ہونی ضروری ہے۔ اس کے بعد گملے میں کینو کے دو یا تین بیج آدھ انچ گہرے بو دیں اس کے بعد فوراً سے پانی دیں یا ہاتھ سے چھڑکائیں کہ بیج مٹی سے باہر نہ آئیں۔ اس کے بعد مناسب ہَوا دار جگہ پر گملے کو رکھ لیں کھڑکی میں بھی رکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح روزانہ فوّارے یا ہاتھ کے چھڑکاؤ سے گملے کو تر رکھیں۔ چند دنوں میں بیج اُگ آئیں گے۔ بیج اُگ آئیں تو صرف ایک پودا گملے میں رہنے دیں۔ باقی پوری احتیاط سے اس طرح اُکھاڑیں کہ اُن کی جڑیں نہ ٹوٹیں۔ یاد رکھیں بیج گملے میں دبانے وقت اتنا فاصلہ رکھیں کہ اُکھیڑتے ہوئے تیسرا پودا متأثر نہ ہونے پائے۔ اور نیتوں پودوں کو الگ الگ گملوں میں اسی طرح مٹی ڈال کر لگائیں۔ کینو کے یہ پودے بڑے ہو جائیں تو اُن کو کسی نرم کپڑے سے صاف کرتے رہیں تاکہ پتوں پر مٹی نظر نہ آئے اور پتے سرسبز دکھائی دیں اور چمکدار بھی نظر آئیں۔ ان پودوں کو کینو تو نہیں لگیں گے ہاں یہ ایک طرح سے آپ کی ڈیکوریشن سجاوٹ کی ضرورت کو احسن رنگ میں پُورا کریں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صک سے آگے

○ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی بہن رضوانہ حمید جوڑوں اور ٹانگ کی درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ نیز ان کے بہنوئی عبدالرشید کی بائیں آنکھ میں اچانک بہت تکلیف ہو گئی ہے ڈاکٹر فوری اپریشن بتلاتے ہیں۔

○ مکرم حکیم محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شورکوٹ شہر کی والدہ محترمہ، ہمشیرہ صاحبہ اور بچگان عرصہ دراز سے مختلف عوارضات میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم ظہور احمد خان صاحب پارو والا ضلع مظفر گڑھ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

○ چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کی ہمشیرہ امۃ المجید صاحبہ راولپنڈی میں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ جگر پر بھی بیماری کا اثر ہے اور خون دینے کے باوجود ابھی خاصی کمزوری ہے۔ اور دعاؤں کی بے حد محتاج ہیں۔

احباب ان کی کامل شفایابی اور درازئ عمر کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال

:- محترمہ اقبال بیگم صاحبہ ورک زوجہ چوہدری غلام رسول صاحب باجوہ دوانا زیدکا سیالکوٹ ۲۴ مارچ ۱۹۹۱ء کو وفات پا گئیں۔ موصوفہ مکرم صلاح الدین صاحب باجوہ دوانا زیدکا سیالکوٹ کی والدہ تھیں۔

○ مکرم نور احمد ثاقب صاحب کی پھوپھی جان مکرمہ حمیدہ بی بی صاحبہ بنت میاں فقیر محمد صاحب سیکھوانی (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) ۲۸ مارچ ۹۱ء بروز جمعرات قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ آپ موصیہ تھیں ۲۸ مارچ کو شام ۵ بجے جنازہ ربوہ لایا گیا اور نماز جنازہ بعد از نماز مغرب بیت المبارک میں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی بعد از تدفین مکرم مقصود احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔

○ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ میاں غلام نبی

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس -/75
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

صاحب جو حضرت جھنڈا صاحب آف دھاریوال رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی پوتی تھیں مورخہ ۲۱ مارچ ۹۱ء بروز جمعرات بقضائے الٰہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ آپ مکرم مقصود احمد صاحب قمر سابق مربی تنزانیہ کی والدہ تھیں

احباب ان سب کی بلندئ درجات کے لئے دعائیں کریں۔

اعلان نکاح

:- مکرم ریاض احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد صالح صاحب ماجرہ کنجاہ کا نکاح عزیزہ شبانہ اختر صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد لوٹا صاحب دھیر کے کلاں کے ہمراہ مورخہ ۱۴ مارچ ۹۱ء کو بعوض دس ہزار روپے حق مہر مکرم مولوی عبدالرزاق صاحب مربی سلسلہ نے پڑھا۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی

:- خاکسار کی چابیوں کا گچھا ۴ مارچ ۹۱ء کو گولبازار اور فضل عمر ہسپتال کے درمیان کہیں گم ہو گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو ملے تو وہ خاکسار کو پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

شیخ محمود احمد سعید
کوارٹر تحریک جدید ع ۵۷ ربوہ

جرمن کلاس

○ سہ ماہی کورس پر مشتمل جرمن زبان کی نئی کلاس ۲۰ اپریل ۱۹۹۱ء (بروز ہفتہ ۔ ۴ بجے شام) سے خلافت لائبریری ربوہ میں شروع ہو رہی ہے۔ خواہشمند طلباء و طالبات فارم داخلہ پر کر دیں۔

ملک منصور احمد عمر

اسیران راہ مولا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

ربوہ اور ربوہ کے گردو نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

ملکی خبریں

○ قومی اسمبلی میں اپوزیشن پی ڈی اے نے بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔ حکومت اور پی ڈی اے کے درمیان سمجھوتے پر دستخط ہو گئے ہیں۔ معاہدے کے مطابق دونوں اطراف سے تین تین اراکین پر مشتمل کمیٹی حکومت سندھ کے خلاف الزامات کی تحقیقات کرے گی ایک اور کمیٹی مقدمات میں ملوث اراکین اسمبلی کے استحقاق کے بارے میں نئے قوانین تجویز کرے گی۔ اول الذکر کمیٹی کے کام کے اختتام پر سینٹ میں پی ڈی اے کو ایک سیٹ دینے کے بارے میں بات چیت کی جائے گی۔

○ قومی اسمبلی کو بتایا گیا کہ بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں کو واپس لانے کے لئے ۱۵۰ ملین ڈالر کی ضرورت ہے لیکن ابھی تک صرف ۱۵ ملین ڈالر جمع ہوتے ہیں۔ اسمبلی کو بتایا گیا کہ ڈی نیشنلائزیشن کمیٹی نے ۲۰ گھی ملیں چار سیمنٹ فیکٹریاں اور چھ انجینئرنگ پلانٹ نجی شعبہ کو دینے کی سفارش کی ہے۔

○ سندھ میں ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والے صوبائی وزیر طارق جاوید کے گھر مسلح افراد نے حملہ کر کے تین کو ہلاک کر دیا۔

○ کوئٹہ میں وطن پارٹی کے ایم پی اے کی گرفتاری کے لئے پولیس نے صوبائی وزیر صحت میر اسرار اللہ زہری کے بنگلے کا ڈھائی گھنٹے تک محاصرہ کئے رکھا مگر مذکورہ رکن گرفتار نہیں ہو سکے ان پر منشیات رکھنے کا الزام ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ صوبائی وزیر اعلیٰ اس واقعہ سے لاعلم تھے۔

○ پاکستان نے مطالبہ کیا ہے کہ بھارت کشمیر سے فوجیں نکال لے اور کشمیریوں پر ظلم و ستم بند کر دے۔

○ بورسٹل جیل کراچی کے سپرنٹنڈنٹ اور ہیڈ وارڈن کو نامعلوم مسلح افراد نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔

○ پنجاب کو وفاقی وسائل میں سے سب سے کم حصہ ملے گا۔

○ پاکستانی عازمین حج کا پہلا گروپ ۳۰ اپریل کو روانہ ہو جائے گا۔

○ آزاد کشمیر کے صدر نے وزیر اعظم کو ایک یا ایک سے زائد خصوصی معاونین مقرر کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔

○ مسٹر آصف زرداری کی طرف سے قومی اسمبلی میں شرکت کے لئے دی جانے والی درخواست بینکوں کے متعلق خصوصی عدالت نے مسترد کر دی۔

غیر ملکی خبریں

○ سلامتی کونسل نے عراق کو تقسیم کرنے کے منصوبے پر بحث شروع کر دی ہے۔ اس مقصد کے لئے شمالی علاقے کو کردوں کے لئے محفوظ علاقہ قرار دینے کی تجویز کو خاصی حمایت حاصل ہو رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اس سے کردوں کو مزید مظالم سے بچایا جا سکے گا۔ فرانسیسی نمائندے نے کہا کہ اس تجویز کو داخلی معاملات میں مداخلت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

○ سوویت جمہوریہ جارجیا کی پارلیمنٹ نے یکطرفہ طور پر آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ اعلان ۳۱ مارچ کے ریفرنڈم کی بنا پر کیا گیا ہے۔ اس ریفرنڈم میں بھاری اکثریت میں عوام نے آزادی کے حق میں رائے دی تھی۔

○ کشمیری حریت پسندوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر ۱۳ اپریل تک ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو وہ دونوں سویڈش انجینئروں کو ہلاک کر دیں گے۔ حریت پسندوں کا مطالبہ ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور اقوام متحدہ کے وفود کو مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

○ برما کے ایک شمالی شہر میں آتشزدگی سے ۲۰ افراد ہلاک اور ۲۵ ہزار بے گھر ہو گئے۔ یہ آگ مچھروں کو بھگانے والی کوائل جلانے کی کوشش میں بھڑک اٹھی تھی۔

○ ڈھاکہ جیل میں قیدیوں نے بغاوت کر دی ان میں سے ۳۵ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ بغاوت دور کرنے کے لئے نیم فوجی دستوں کی فائرنگ سے عملے کے چار افراد ہلاک اور ۵۵ زخمی ہو گئے۔

○ کشمیری حریت پسندوں نے دو عمارتوں پر بموں سے حملے کئے دونوں عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔

○ جنوبی افریقہ میں سیاہ فام باشندوں کے دو گروپوں کے درمیان تصادم میں ۱۳ افراد ہلاک ہو گئے۔